



شذرات

سید منظور الحسن

قرآن مجید اور مصوری

قرآن مجید میں سورہ سبا کی آیات ۱۲-۱۳ میں اُن انعامات کا ذکر ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سیدنا سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے۔ ان میں سے ایک انعام یہ بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض جنات کو سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لیے مسخر کر دیا تھا۔ وہ آپ کے تابع فرمان تھے اور آپ کی خواہش کے مطابق مختلف خدمات انجام دیتے تھے۔ آپ نے انھیں جن کاموں پر مامور فرمایا، ان میں سے ایک کام یہ بھی تھا کہ وہ آپ کے لیے تماثیل، یعنی تصویریں اور مجسمے بناتے تھے۔ ارشاد فرمایا ہے:

وَلَسَلِّمْنَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَّاحُهَا
شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَن
يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَن يَزِغْ مِنْهُمْ
عَن أَمْرِنَا نُنْفِثْهُ مِّنْ عَذَابِ السَّعِيرِ. يَعْمَلُونَ
لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ
كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّسِيَّتٍ إِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ
شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ.

”اور ہم نے سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا۔ اس
کا جانا بھی مہینا بھر کا ہوتا اور آنا بھی مہینا بھر کا ہوتا اور
ہم نے اس کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنات
میں سے بھی اس کے لیے مسخر کر دیے جو اس کے رب
کے حکم سے اس کے حضور میں خدمت کرتے (اور ان
کے لیے ہمارا حکم یہ تھا کہ) جو ان میں سے ہمارے حکم
کی سرتابی کرے گا تو ہم اس کو دوزخ کا عذاب چکھائیں
گے۔ وہ اس کے لیے بناتے جو وہ چاہتا: محرابیں،

۱۔ ’تماثیل‘، ’تمثال‘ کی جمع ہے۔ یہ لفظ حیوانات اور جمادات و نباتات کی صورت میں تمام مخلوقات کی تصویریں اور مجسموں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

تماثیل، حوضوں کے مانند لگن اور لنگر انداز دیکھیں اے
آل داؤد، شکر گزاری کے ساتھ عمل کرو اور میرے بندوں
میں شکر گزار تھوڑے ہی ہیں۔“

سورہ سبا کی ان آیات سے تصاویر اور مصوری کے بارے میں حسب ذیل باتوں کی وضاحت ہوتی ہے:
اولاً، اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر نے اپنے تابع فرمان جنوں سے تصویریں اور مجسمے بنوائے۔ پیغمبر چونکہ اللہ کی
براہ راست رہنمائی میں زندگی بسر کرتا ہے، اس لیے یہ امر یقینی ہے کہ اس سے شعوری طور پر کوئی غیر مباح عمل صادر
نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کا یہ عمل تصویر کی اباحت پر دلیل قاطع ہے۔

ثانیاً، سیدنا سلیمان علیہ السلام کے اس عمل کا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے۔ یہ کتاب برحق ہے۔ یہ اگر کسی واقعے کی
تصدیق کر دے تو اس کے بارے میں شک و شبہ کا ہر احتمال ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کا مذکورہ واقعہ کو بیان کر
دینا ہی اس کی صحت کی دلیل ہے۔ مزید برآں قرآن کے اس ذکر سے ان تفصیلات کی بھی تصدیق ہوتی ہے جو سیدنا
سلیمان علیہ السلام کے تعمیر کردہ ہیکل اور محل میں تصویروں اور مجسموں کے حوالے سے تورات میں بیان ہوئی ہیں^۲۔

ثالثاً، ان آیات میں تماثیل کے ساتھ یکساں طور پر محرکات، حوضوں کے مانند لگن اور لنگر انداز دیکھیں بنانے کا ذکر
ہوا ہے۔ اس یکساں ذکر کی وجہ سے مذکورہ چار چیزوں پر باہم مختلف حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ یعنی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان
میں فلاں چیز جائز ہے اور فلاں ناجائز ہے۔ جواز کا حکم لگانا ہے تو سبھی پر لگے گا اور عدم جواز کے حکم کا اطلاق کرنا ہے تو
سبھی پر ہوگا۔ چنانچہ یہاں اگر محرکات، لگنوں اور دیگوں کے جواز کا حکم مستنبط ہوتا ہے تو تماثیل کو اس حکم سے ہرگز
خارج نہیں کیا جاسکتا۔

رابعاً، تماثیل کا لفظ حیوان اور غیر حیوان، دونوں کی تصویروں اور مجسموں پر محیط ہے۔ اس مفہوم کی بنا پر یہ بات
یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ جب یہ لفظ مجرد طور پر استعمال ہو تو اس کے مفہوم سے حیوانات کی تصویروں کو ہرگز خارج
نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں یہ لفظ کسی تخصیص کے بغیر استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ قرین قیاس یہی ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام
نے حیوان اور غیر حیوان، دونوں طرح کی مخلوقات کی تصویریں اور مجسمے بنوائے تھے۔

خامساً، آیت کے اختتام پر ”اے آل داؤد، شکر گزاری کے ساتھ عمل کرو“ کے الفاظ سے واضح ہے کہ مذکورہ
چیزیں انعامات ہی کی نوعیت کی تھیں۔ اللہ کی شکر گزاری اس کے فضل و انعام ہی سے مستلزم ہے۔ مولانا امین احسن
تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصویریں اور مجسمے حیوان اور غیر حیوان، دونوں طرح کی مخلوقات کے تھے اور سیدنا سلیمان علیہ السلام
نے انھیں ہیکل اور اپنے محل کی تعمیر کے موقع پر بنوایا تھا (سلاطین ۱۸: ۳۰، ۳۱: ۳۰)۔

اصلاحی آیت کے ان الفاظ کے تحت لکھتے ہیں:

”یہ اس فضل و انعام کا حق بیان ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر فرمایا۔ ان کو ہدایت ہوئی کہ اس علم و سائنس اور ان ارضی و سماوی برکات کو پا کر بہک نہ جانا، بلکہ اپنے رب کی شکرگزاری کے ساتھ ہر چیز اس کے صحیح محل میں برتنا اور ہر قدم صحیح سمت میں اٹھانا۔ یہ نصیحت یوں تو اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت زبان حال سے بھی کرتی ہے، لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر تھے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے بھی ان کو ہدایت فرمائی۔“
(تدبر قرآن ۶/۳۰۵)

سادساً، قرآن مجید نے اس موقع پر تمثیل کی حرمت و شاعت کا کوئی اشارہ نہیں دیا۔ چنانچہ یہ رائے صحیح نہیں ہے کہ یہ سابقہ شریعتوں میں جائز اور اسلامی شریعت میں ناجائز ہیں۔ اگر یہ بات درست ہوتی تو قرآن اسی مقام پر یا کسی دوسرے مقام پر شریعت کی اس تبدیلی کو ضرور بیان کرتا۔

قرآن مجید میں ان تصاویر و تمثیل کے بارے میں سخت وعید آئی ہے جو مشرکانہ مقاصد کے تحت بنائی جاتی تھیں۔ اس کے مختلف مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن اقوام میں مبعوث ہوئے، وہ شرک کو ایک باقاعدہ مذہب کے طور پر اپنائے ہوئے تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان پیغمبروں کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ انھیں اس غلطی سے نکالیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبین اس معاملے میں پچھلی اقوام سے بھی آگے بڑھے ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے لیے نہ صرف نئی تمثیل وضع کر لی تھیں، بلکہ قوم نوح کی قدیم ترین تمثیل کو بھی مرجع عبادت بنا لیا تھا۔ انتہائی تھی کہ بیت اللہ جیسی روئے زمین کی سب سے مقدس جگہ کو انھوں نے ان مشرکانہ تمثیل سے بھر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے شرک کی بیخ کنی کا اعلان کیا اور مختلف پہلوؤں سے تمثیل کی بے وقعتی اور شاعت کو واضح کیا۔ اس ضمن میں قرآن کے جملہ مقامات سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ تمثیل کی یہ شاعت سر تا سر شرک کے حوالے سے ہے۔ گویا اس کتاب الہی نے تمثیل کو نہیں، بلکہ ان کے ساتھ وابستہ ہونے والے مشرکانہ مراسم کو شنیع قرار دیا ہے۔ اس ضمن کے چند نمایاں مقامات حسب ذیل ہیں:

سورۃ انبیاء میں ارشاد ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا
بِهِ عَلِيمِينَ. إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ
الَّتِمَّائِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَكِفُونَ. قَالُوا وَجَدْنَا
”اور اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کی ہدایت
فرمائی اور ہم اس سے خوب باخبر تھے۔ جب کہ اس
نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا

ابَاءَ نَا لَهَا عَبْدَيْنِ. قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ
وَابَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ... قَالَ اَتَعْبُدُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ.
اَفِ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ اَفَلَا
تَعْقِلُونَ. (الانبياء: ۲۱-۵۱-۶۷)

مورتیں ہیں جن پر تم دھرنا دیے بیٹھے ہو! انھوں نے
جواب دیا کہ ہم نے تو اپنے باپ دادا کو انھی کی عبادت
کرتے ہوئے پایا ہے۔ اس نے کہا: تم بھی اور تمھارے
باپ دادا بھی ایک کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا رہے ہو...
اس نے کہا: کیا خدا کے ماسوا تم ایسی چیزوں کی پرستش
کرتے ہو جو تم کو نہ کوئی نفع پہنچا سکیں نہ کوئی ضرر! تلف
ہے تم پر بھی اور ان چیزوں پر بھی جن کو تم اللہ کے سوا
پوجتے ہو! کیا تم لوگ سمجھتے نہیں!“

یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کے ساتھ مکالمہ ہے۔ یہاں تماثل سے مراد وہ مجسمے اور تصویریں ہیں جن کی
پرستش آپ کے والد اور آپ کے خاندان اور قوم کے لوگ کرتے تھے۔ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي اَنْتُمْ لَهَا عَٰكِفُونَ.
قَالُوا وَجَدْنَا اَبَاءَنَا لَهَا عَبْدَيْنِ (یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم دھرنا دیے بیٹھے ہو! انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے
تو اپنے باپ دادا کو انھی کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے) کے الفاظ سے واضح ہے کہ آپ کی قوم اور اس کی گذشتہ نسلیں
ان تماثل کو معبود سمجھتی اور ان کی عبادت کرتی تھیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تماثل کی پرستش کو ایک کھلی ہوئی گمراہی
قرار دیا اور ان کے قلب و ذہن کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا کہ تم پر افسوس ہے کہ تم ان پتھروں کی عبادت کرتے ہو جو نہ نفع
دینے والے ہیں اور نہ نقصان پہنچانے والے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ یہ آیات نہایت صراحت کے ساتھ اس بات کو
بیان کر رہی ہیں کہ هَذِهِ التَّمَاثِيلُ سے مراد اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے جانے والے بت اور ان کی شبیہیں اور
تصویریں ہیں۔ سورہ مریم میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا وہ خطاب نقل ہوا ہے جو آپ نے اپنے والد سے فرمایا تھا۔ اس
سے بھی اسی بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ اللہ کے اس برگزیدہ پیغمبر نے تماثل کو نہیں، بلکہ ان کی پرستش کو شنیع ٹھہرایا۔
ارشاد فرمایا ہے:

اِذْ قَالَ لِاٰيِيهِ يٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا
يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا... يٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ
الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا.
(مریم: ۱۹-۲۳-۲۴)

”یاد کرو جب اس نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے
باپ، آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں، جو نہ سنتی
ہیں، نہ دیکھتی ہیں اور نہ کچھ آپ کے کام آنے والی
ہیں۔ اے میرے باپ، شیطان کی بندگی نہ کیجیے،
شیطان خدا کے رحمان کا بڑا نافرمان ہے۔“

مولانا امین احسن اصلاحی ان آیات کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

”اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ آخر اپنے ہی ہاتھوں کی گھڑی ہوئی ان پتھر کی صورتوں کو معبود مان کر ان کی پوجا کرنے کا کیا تک ہے؟ کسی کو معبود بنالینا کوئی شوق اور تفریح کی چیز نہیں ہے۔ اس کا تعلق تو انسان کی سب سے بڑی احتیاج سے ہے۔ انسان خدا کو اس لیے مانتا اور اس کی عبادت کرتا ہے کہ وہ اس کی دعا و فریاد کو سنتا، اس کے دکھ درد کو دیکھتا اور اس کی ہر مشکل میں اس کی دست گیری کرتا ہے۔ آخر یہ آپ کے اپنے ہی ہاتھوں کی گھڑی ہوئی صورتیں جو نہ سنتی ہیں، نہ دیکھتی ہیں، نہ آپ کے کچھ کام آسکتی ہیں، کس مرض کی دوا ہیں کہ آپ ان کے آگے ڈنڈوت کرتے ہیں۔ یہ گویا شرک کے بدیہی باطل ہونے کی دلیل ہے کہ اس کے باطن سے قطع نظر اس کا ظاہر ہی شہادت دیتا ہے کہ یہ کھلی ہوئی سفاہت اور عقل و فطرت سے بالکل بے جوڑ چیز ہے۔... شیطان کو سب سے زیادہ کد اور ضد، جیسا کہ قصہ آدم و ابلیس سے واضح ہے، توحید کی صراط مستقیم ہی سے ہے۔ اس نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ وہ ذریت آدم کو اس صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے کے لیے اپنا پورا زور لگا دے گا اور ان کو شرک میں مبتلا کر کے چھوڑے گا۔ خداے رحمان کے ایسے کھلے ہوئے باغی کی ایسی وفاداری و اطاعت نہ ہو سکتی جو حقیقت اس کی عبادت ہے اور بدقسمت ہے وہ انسان جو خدا کو چھوڑ کر شیطان کی عبادت کرے۔“ (تذکرہ قرآن ۱/۲۵۸)

اس تفصیل سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا منفی تبصرہ ان تماثل کے بارے میں ہے جنہیں ان کی قوم نے معبود بنا رکھا تھا اور اس بنا پر وہ شرک کا بدترین مظہر تھیں۔ چنانچہ آپ کا اظہار براءت درحقیقت تماثل سے نہیں، بلکہ شرک سے ہے۔ سورہ انعام میں جہاں یہ مکالمہ نقل ہوا ہے، وہاں آپ کا یہ فرمان بھی مذکور ہے کہ: میں ان چیزوں سے بری ہوں جن کو تم شریک ٹھیراتے ہو۔ اور میں تو مشرکوں میں سے نہیں ہوں:

قَالَ يَقَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ. إِنِّي وَجْهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ.

(الانعام: ۷۸-۷۹)

کیا ہے اور میں تو مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔“

سورہ صافات میں بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعے کا حوالہ آیا ہے۔ اس موقع پر بھی تماثل کی پرستش کرنے کی شاعت بیان کی گئی ہے:

قَالَ اتَّبِعُونِ مَا تَنْحِتُونَ. وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ

”اس نے کہا: کیا تم لوگ اپنے ہی ہاتھوں کی گھڑی ہوئی

وَمَا تَعْمَلُونَ. (۹۵:۹۶-۹۷) چیزوں کو پوجتے ہو! اللہ ہی نے پیدا کیا ہے تم کو بھی اور ان چیزوں کو بھی جن کو تم بناتے ہو۔“

مولانا امین احسن اصلاحی ان آیات کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

”انھوں نے فرمایا کہ شامت زدو! تم اپنے ہی ہاتھوں کی گھڑی ہوئی، لکڑی اور پتھر کی صورتوں کی پوجا کرتے ہو! اللہ کی پوجا تو اس لیے کی جاتی ہے کہ اس نے ہم کو پیدا کیا ہے، لیکن تمھاری عقل اس طرح ماری گئی ہے کہ تم جن کو خود اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہو، انھی کی پوجا کرتے ہو۔ گویا اپنے خالقوں کے خالق تم خود ہو۔ یاد رکھو کہ اللہ ہی ہے جس نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور ان لکڑیوں اور پتھروں کو بھی پیدا کیا ہے جن سے تم اپنے معبودوں کو تراشتے ہو اور ان جنات و ملائکہ کو بھی پیدا کیا ہے جن کے تم پیکر تراشتے ہو۔“ (تدبر قرآن ۲۸۲/۶)

سورہ نجم (۵۳) کی آیات ۱۹-۲۳ اور ۲۷-۲۹ میں لات، منات اور عزیٰ کی تمثیل کے حوالے سے بیان ہوا ہے:

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ. وَمَنْوَةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرَىٰ. اَلْكُفُّمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثَىٰ. تِلْكَ اِذْ لَمْ قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ. اِنْ هِيَ اِلَّا اَسْمَاءُ سَمِيْمُوْهَا اَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوٰى اِلْفُئْسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمْ الْهُدٰى... اِنَّ الدِّينَ لَا يُوْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيَسْمُوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةً الْاُنْثَىٰ. وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يَغْنٰى مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا. فَاَعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا.

”بھلا، کبھی غور کیا ہے لات اور عزیٰ اور منات پر جو تیسری اور درجہ کے اعتبار سے دوسری ہے! تم اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہو اور اس کے لیے بیٹیاں! یہ تو بڑی ہی بھونڈی تقسیم ہے! یہ محض نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ چھوڑے ہیں، اللہ نے ان کے حق میں کوئی دلیل نہیں اتاری۔ یہ لوگ محض گمان اور نفس کی خواہشوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ حالاں کہ ان کے پاس ان کے رب کی جانب سے نہایت واضح ہدایت آچکی ہے... جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انھی نے فرشتوں کے نام عورتوں کے نام پر رکھ چھوڑے ہیں۔ حالاں کہ اس باب میں ان کو کوئی علم نہیں۔ وہ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور گمان کسی درجے میں بھی حق کا بدل نہیں۔ تو تم ان لوگوں سے اعراض کرو جنھوں نے ہماری یاد دہانی سے اعراض کیا اور جن کا مطلوب دنیا کی زندگی ہی ہے۔“

لات، منات اور عزی قریش کی مقبول ترین تماثل تھیں۔ یہ عرب میں مختلف مقامات پر نصب تھیں۔ اہل عرب ان کی پوجا کرتے، ان کے سامنے نذر و نیاز پیش کرتے اور ان کے تقرب کے لیے انھی کی ساخت پر مجسمے تراش کر اور انھی کی شبیہ پر تصویریں بنا کر اپنے گھروں میں رکھتے تھے۔ مشرکین عرب کے نزدیک یہ درحقیقت فرشتوں کے بت تھے۔ فرشتے ان کے خیال میں اللہ کی بیٹیاں تھیں۔ ان کے بارے میں وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اگر وہ ان کی عبادت کریں گے تو یہ آخرت میں اللہ کے حضور میں ان کی سفارش کریں گی۔ قرآن مجید نے ان کی ان خرافات کو ہر لحاظ سے ناجائز قرار دیا اور واضح کیا کہ ان تماثل کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اور یہ لات، منات، عزی اور دوسرے بت تو محض نام ہیں جو ان کے باپ دادا نے رکھ چھوڑے ہیں۔ ان کی پرستش کرنے والے درحقیقت اپنے مشرکانہ مذہب کی اساس بے بنیاد گمانوں پر قائم کیے ہوئے ہیں جن کی حق کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی ان تماثل کے بارے میں لکھتے ہیں:

”یہ تینوں فرشتوں کے بت تھے۔ فرشتوں کی نسبت مشرکین عرب کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی چہیتی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر بات مانتا ہے اس وجہ سے وہ اپنے بچاریوں کو اس دنیا میں بھی رزق واولاد دلاتی ہیں اور اگر آخرت ہوئی تو وہاں بھی یہ ان کو بخشوالیں گی۔ خاص طور پر ان تینوں دیویوں کا ان کے ہاں بڑا مرتبہ تھا۔ ان کی سفارش بے خطا سمجھی جاتی تھی۔ ان کی نسبت ان کا عقیدہ تھا کہ تِلْكَ الْغُرَانِيقُ الْعَلٰی وَاِنْ شَفَاعَتِهِنَّ لَا تَرْتَجٰی“ ”یہ بڑے مرتبے کی دیویاں ہیں اور ان کی شفاعت کی قبولیت کی پوری امید ہے۔“

اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے کہ قبائل عرب میں سے کون ان میں سے کس کو پوجتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ کسی خاص قبیلہ کو ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کچھ زیادہ خصوصیت رہی ہو، لیکن ان کی عظمت تمام مشرکین کے نزدیک یکساں مسلم تھی۔ قریش نے سارے عرب پر اپنی سیاسی و مذہبی پیشوائی کی دھاک جمائے رکھنے کے لیے تمام دیویوں دیوتاؤں کی مورتیاں خانہ کعبہ میں بھی جمع کر چھوڑی تھیں۔ ان تینوں دیویوں کے پجاریوں کی تعداد چونکہ سارے عرب میں سب سے زیادہ تھی، اس وجہ سے قریش بھی ان کی سب سے زیادہ تعظیم کرتے تھے۔ قرآن کے بیان سے یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ تینوں دیویاں اس اعتبار سے اگرچہ ایک ہی زمرہ سے تعلق رکھنے والی تھیں کہ یہ سب عالی مرتبہ خیال کی جاتی تھیں، تاہم ان میں باہم فرق مراتب بھی تھا۔ لات اور عزی کا مرتبہ سب سے اونچا تھا۔ منات اگرچہ زمرہ میں انھی کے اندر شمار ہوتی تھی، لیکن مرتبے کے لحاظ سے یہ ان سے فروتر تھی۔“

(تذکرہ قرآن ۶۱/۸)

ان دیویوں کے ساتھ عربوں کے تعلق کو بیان کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ یہ جزا دوسرا

سے بچنے کا آسان راستہ ہے جو انھوں نے اپنے تئیں دریافت کر رکھا تھا۔ لکھتے ہیں:

”ان دیویوں کے حق میں ظاہر ہے کہ کوئی عقلی یا نقلی دلیل موجود نہیں تھی، لیکن جزا اور سزا کی ہر غلطی سے مامون کر دینے کے لیے شیطان نے ان مشرکین کو یہ فریب دیا کہ فرشتے خدا کی چہیتی بیٹیاں ہیں۔ خاص طور پر اس کی فلاں اور فلاں بیٹیاں اس کو بہت محبوب ہیں۔ وہ ان کی ہر بات سنتا اور مانتا ہے۔ اس کے حضور میں ان کی ہر سفارش تیر بہدف ہے، اس وجہ سے جو ان کی بے پکاریں گے اور ان کے تھانوں پر قربانی پیش کر دیا کریں گے، ان کو وہ خدا سے سفارش کر کے، اس دنیا میں بھی رزق والا دے سے بہرہ مند کرائیں گی اور اگر آخرت کا کوئی مرحلہ پیش آیا تو وہاں بھی ان کو بڑے درجے دلوائیں گی۔ دیکھیے دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح کی کیسی آسان راہ نکل آئی اور آخرت کے حساب و کتاب اور جزا و سزا کا ہر خطرہ کیسی آسانی سے دور ہو گیا۔“ (تذکرہ قرآن ۶۳/۸)

سورہ اعراف کی آیات ۱۹۰-۱۹۸ میں ان تماثیل کے بارے میں مشرکانہ عقائد کی حقیقت کو نمایاں کیا ہے۔

ارشاد فرمایا ہے:

فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ. اَيْشُرْكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ. وَلَا يَسْتَعِينُونَ. لَّهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسُهُمْ يَنْصُرُونَ. وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى لَا يَتَّبِعُكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُونَ. إِنْ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أَمْثَلُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. اللَّهُمَّ ارْحَلْ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا قُلْ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُوا فَلَا تُنْظَرُونَ. إِنْ وَلِيَ اللَّهُ الذِّى نَزَلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ. وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَعِينُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسُهُمْ يَنْصُرُونَ. وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى

”اللہ بڑا ہے ان چیزوں سے جن کو یہ شریک ٹھیراتے ہیں۔ کیا وہ ایسی چیزوں کو شریک ٹھیراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتیں، بلکہ وہ خود مخلوق ہیں اور وہ نہ ان کی کسی قسم کی مدد کر سکتی ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتی ہیں۔ اور اگر تم ان کو رہنمائی کے لیے پکارو وہ تمہارے ساتھ نہ لگیں گی، یکساں ہے خواہ تم ان کو پکارو یا تم خاموش رہو۔ جن کو تم اللہ کے ماسوا پکارتے ہو یہ تو تمہارے ہی جیسے بندے ہیں۔ پس ان کو پکار دیکھو، وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں، کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں، کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں، کیا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں؟ کہہ دو، تم اپنے شریکوں کو بلاؤ، میرے خلاف چالیں چل دیکھو اور مجھے مہلت نہ دو۔ میرا کار ساز اللہ ہے

الْهٰدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ
وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ. (اعراف: ۱۹۰-۱۹۸)
جس نے کتاب اتاری ہے اور وہ نیکوکاروں کی کارسازی
فرماتا ہے اور جن کو تم اللہ کے ماسوا پکارتے ہو، نہ وہ
تمھاری ہی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے
ہیں اور اگر تم ان کو رہنمائی کے لیے پکارو، وہ تمھاری
بات نہ سنیں گے اور تم ان کو دیکھتے ہو کہ وہ تمھاری
طرف تاک رہے ہیں، لیکن انھیں سوچتا کچھ بھی نہیں۔“

ان آیات سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

اولاً، اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک اور برتر ہے جنہیں مشرکین اس کی ذات، صفات اور حقوق میں شریک کر کے
بیان کرتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں یا اس کے ہاں اولاد کا تصور رکھتے ہیں، وہ اصل میں اس کی
صفات الوہیت، شان یکتائی، قدرت، بے نیازی اور اس کے بے پایاں علم کی نفی کا اظہار کرتے اور اس طرح اس
کی ذات و صفات کی اہانت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مولانا امین الرحمن اصلاحی لکھتے ہیں:

”خدا کی صفات کے ساتھ ایسی صفات کا جوڑ ملا جو اس کی بنیادی صفات کو باطل کر دیں، بالکل خلاف عقل
ہے۔ شرک، جس نوعیت کا بھی ہو، تمام صفات کمال کی نفی کر دیتا ہے، اس وجہ سے خدا ایسی تمام نسبتوں اور شرکتوں
سے منزہ اور ارفع ہے۔“ (تدبر قرآن ۳/۴۰۸)

ثانیاً، یہ ایسی چیزوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں جو خالق نہیں، بلکہ انھیں کی طرح مخلوق ہیں۔ یعنی یہ کس قدر
بے بنیاد بات ہے کہ خدا کی خدائی میں ان چیزوں کو شریک مانا جائے جو کچھ بھی تخلیق کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں،
بلکہ اللہ کی دیگر مخلوقات ہی کی طرح اس کی مخلوق ہیں۔ خدا کو جب مدد کے لیے پکارا جائے تو وہ پکارنے والے کی
مدد کرتا ہے، مگر یہ کسی کی مدد تو کیا کریں گی، خود اپنی مدد کرنے کی استطاعت بھی نہیں رکھتیں۔ چنانچہ ان کو پکارنا اور
نہ پکارنا بالکل یکساں ہے۔ یہ فقط مٹی اور پتھر ہیں اور ان صلاحیتوں سے بھی محروم ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے
گڑ گڑانے والوں کو دے رکھی ہیں۔ نہ ان کے پاؤں ہیں کہ چل پھر سکیں، نہ ہاتھ ہیں کہ کسی کو اپنی مرضی کے خلاف
عمل کرنے سے روک سکیں، نہ ان کی آنکھیں ہیں کہ نذر و نیاز کو دیکھ سکیں اور نہ کان ہیں کہ آہ و پکار کو سن سکیں۔ سورہ حج
میں اسی بات کو دوسرے انداز میں بیان فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاستَمِعُوا لَهُ إِنَّ
 الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا
 ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ
 شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ
 وَالْمَطْلُوبُ. مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ
 اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ. (الحج ۲۲: ۷۳-۷۴)

”لوگو، ایک تمثیل بیان کی جاتی ہے تو اس کو توجہ سے
 سنو! جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ ایک مکھی بھی
 پیدا کر سکنے پر قادر نہیں ہیں اگرچہ وہ اس کے لیے سب
 مل کر کوشش کریں۔ اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین
 لے تو وہ اس سے اس کو بچا بھی نہیں پائیں گے۔ طالب
 اور مطلوب، دونوں ہی ناتوان! انھوں نے اللہ کی،
 جیسا کہ اس کا حق ہے، قدر نہیں پہچانی! بے شک،
 اللہ قوی اور غالب ہے۔“

سورہ اعراف کی مذکورہ آیات میں قرآن مجید نے ایک طرف ان مخلوقات کی خدا کے مقابلے میں حیثیت کو واضح
 کیا ہے جن کو اللہ کا شریک سمجھا جاتا تھا اور دوسری طرف ان پتھروں اور مورتوں کی بے چارگی نمایاں کی ہے جنہیں ان
 مخلوقات کے قالب قرار دے کر پوجا جاتا تھا۔ اس طرح قرآن نے بہت پرستی کے ان دونوں اجزا کی اصلیت کو پوری
 طرح واضح کر دیا ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہے کہ قرآن مجید میں تمثیل، یعنی تصویروں اور مورتوں کی حرمت و شناعت کا بیان
 علی الاطلاق نہیں، بلکہ مشرکانہ مراسم سے متعلق ہونے کی وجہ سے ہے۔ احادیث میں بھی اسی بنا پر مجسموں اور ان کی
 تصویروں اور شبیہوں کو مذموم اور ممنوع قرار دیا ہے اور انھیں بنانے والے مصوروں کے بارے میں اخروی عذاب کا
 اعلان کیا ہے۔

